



THE HAG QUSAY YAKIN WEBSITE
IS DEDICATED IN THE NAME OF
THE COMPANIONS (R.A)

OF

PROPHET (PEACE BE UPON HIM)

WE ARE REVEALING THE TRUTH AND
FACTS ABOUT THE AGENT SAHABAH (R.A)

PROPAGANDA OF

THE NON MUSLIM ORGANIZATIONS

WWW.HCY.COM

رَوِّرِ وَاْفِص

حضرة امام ربانی مجدد الملت شانیہ
شیخ احمد سرمدی قدس سرہ



ملفوظات کتب خانہ گیت دژ لاہور

جَاهِلِيٍّ وَرُحْنُ الْبَاطِلِ شَيْءٌ الْبَاطِلُ كَانَ زُهُوداً

ایست و اجابت که ترجمان مفید و مستند سکتہ تعلیمیتہ و فقیہ

رَوَافِضُ

مَجْدُودِ الْبَاطِلِ شَيْءٌ الْبَاطِلُ كَانَ زُهُوداً
تَوْجِیْہ

ناشر

مکتب خانہ گیت وڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 منہاج نظامی صوفیہ علم
 مقدمہ

دنیا میں جو اعلیٰ کی حرکت والی قوتیں ہوتی ہیں وہ بطور حقیقی دلربا ہوتا
 ہے اور ان قوتوں اور خصلتوں کی طاقت کے ساتھ حق کے سامنے جب کسی کو
 ہرگز پیش قدمی نہ ہو اور حق کی صداقت و حقانیت کے ساتھ ہرگز ٹکرا کر
 یہ دیکھ کر حلقہ کی سختی کی برائی و مشکل کو نہ دیکھنا اعلیٰ میں روحانی ہونے
 پرست مسلمانوں کی ہمت و جرات کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 ہے کہ اگرچہ کہ جسے شہر علم سے ملنے والی کارکنی و فعالیت کی نشانی ہیں
 مسکت جہاد و دیگر رنگوں اور لاجواب کردار و زور و قوت کی علامت
 کہ ایک ہم اعلیٰ کی کارکنی و فعالیت کے ساتھ ہرگز نہ دیکھنا مسکت کی علامت
 صورت بن گئی ہے جو حق کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 تاہن قرآن کتاب و احادیث کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 کہ بعد پاکستان کی آمد تک کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 کہ علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 شائد کہ یہ ہے کہ مسلمانان ہند کے جہاد کی علامت کی علامت کی علامت
 والی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 حق کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت
 حق کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت

حق کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کی علامت کی علامت کی علامت کی علامت

اور جو کہ بعض شیعہ طلباء ان باتوں سے اعتدال پر فخر و مبالغہات کرتے ہیں اس سے دور
سید علین کی مجلسوں میں ان مخالفتوں کو شہرت دیتے تھے۔ گو میں امام جعفری
میں دو اختلاف کثرت میں متفق اور نقلی مقدمات کی رو سے جہاں میں تمام اختلافات
کی تردید کرتا اور سب کو حق کے انہیوں کی صداقت اور کھلی غلطیوں پر آگاہ کرتا
مگر بہت اسلام کا پاس کرتے تھے۔ تردید والوں کی باتوں میں قدر کا شائبہ بھی
تقریباً تھا اور جبکہ بعضوں کے یہاں یہ کہ ہے نقل و نقل کا کالی سدا پر ہم
نہیں پاس کرتے تھے۔ میری عزت و تکریم مصطفیٰ علیہ السلام کی ایک حدیث میں میری فکر
تھی کہ آپ نے فرمایا:

جب قسطنطنیہ میں رہا تو اس میں ایک اور میرے اصحاب پر سب کو تم
ہوئے گئے تو میرا کہہ کر چلے گئے اور اس میں نہ کہ نصیحت و نصیحت کے لیے رہے علم کا
اتحاد کام میں نہ لے سکتے تھے۔ اب انہیں کیا اس پر اور ان فرشتوں کو تمام مسائل
کی صحت پر آگاہ اور اس کی توجہ اس کا خدشہ اور اس کے متناقض و متضاد و متضاد
قبولیت کو نہیں سمجھیں گے۔

یہ ساری باتیں خیال میں آتے ہی میرے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ جب تک
شیعوں کے مخالفین و متعصبوں کے قریبی و دُشمنی میں تمام ہو گیا ہوا ہے جو سب
نائبہ اور عام الفح کی صورت تصور نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میں نے فوراً سلسلہ
چیز اور اس کا ہم کام میں لے لیا۔ جس سے دور کا خواہ سنگار چلا گیا کہ وہ سب پر
لغات سے جہتندی کا غیر خواہ و دوست رہے ان کو ذات و مولیٰ سے بچاتا
ہے۔ سچا آقا ہے۔ اعلیٰ و علین بھی کسی کے ہاتھ ہے اور تحقیق پر اس کی
اس کے پاس ہے۔

انشاء پر کو ہدایت دے دیوں گے کہ اگر مستحضر حضرت پیر علیہ السلام کے بعد
 امام حق حضرت علیؑ کو جانتے ہیں اور اس عقیدے کے پیرو ہیں کہ امامت حق میں
 اور ان کا اولاد میں ہے۔ ہم نہیں جانتے اور اگر جانتے ہیں تو اس کلمہ و تہذیب سے جو
 غریبوں میں کلمہ عیاں ہوتا رہتا ہے۔ یا اس صورت سے کہ حضرت علیؑ یا آپؐ کی اولاد
 تھے۔ یہ کام نے انہیں کہ چند روز جدا قسام و احسان کو اگر سمجھا جائے تو ان
 کے اندر توڑ کو توڑ دیا جس کے قریب عقیدہ ہے یا ایک دوسرے پر کفر کا الزام لگاتے
 ہیں۔ اور ان کے بدستار اور بدکردار ہیں کو عشتاب نام کرتے ہیں۔ سبھی پر اللہ
 تعالیٰ نے حق میں خود جنگ و قتال کی وجہ پیدا کر دی ہے کہ ان کے ساتھ لڑائی جڑائی
 سے کہ کد کشی فرمائی۔ اب ہم اصل مقصد سے پہلے ان کے چند فرقہ کا بیان فرمیں
 مگر ان کے اصل مقاصد کا ذکر نہیں کریں گے۔ بلکہ ان کے مذہب کی حقیقت پر ان کا
 زمین نشین ہونا اور حق باطل سے بالکل ممتاز ہو کر رہنا چاہئے ان انہوں کا
 سرخیز اور گندگشتی عبد اللہ بن سبا تھا۔ جس کو حضرت امیر کبیرؑ نے قتل کیا
 حال دیا تھا۔ چنانچہ یہ عقائد اس کے داغ کی بولادی کہ ان چم نے حضرت علیؑ کو قتل
 نہیں کیا بلکہ شیطان کو جو آپؐ کی شکل اور روپ میں نمودار ہوا تھا۔ آپؐ ہرگز
 نہیں۔ یہ عقائد آپؐ کی کھار ہے اور بجلی آپؐ کا کوڑا اور اس عبد اللہ کے متبعین جو آپؐ
 کی آواز سنتے ہیں تو کہتے ہیں۔ عقائد اسلام و اہل حق و عین۔

قرآن کا یہ کلام ہے کہ اولیٰ اصحاب ابوالکلام حضرت پیر علیہ السلام کے اصحاب
 کو کہتے ہیں۔ اور حضرت علیؑ کو کہیں کافر ٹھہراتے ہیں۔ اصحاب کو اس لیے کہ
 انہوں نے حضرت علیؑ سے بیعت نہیں کی اور خود حضرت علیؑ کو اس وجہ سے کہ انہوں نے
 حق علیہ السلام کے ساتھ اور ان کو ان کے خلاف کیا۔ یہ انہی فرقہ کے لوگ اصحاب ہیں

بن صمان کہتے ہیں کہ خدا ہستی کی شکل نہ رکھتا ہے نہ قیام ہاں کہ جو ہاں کا ٹکڑا اس
 کی حالت ختم ہو گئی ہے حضرت علیؑ میں حلول کیا ان کے بعد ان کے صاحبزادے نے یہ
 حقیقہ میں ان کے بعد ان کے صاحبزادہ ہاشمؑ میں یہ سن کر بعد میں ہی فرقہ بنو حنیفہ
 پر صاحب بنو بن حنیفہ بنی کہتے ہیں کہ خدا ایک فطرتی آدمی کی شکل نہ رکھتا ہے اس
 کے سر پر نور کا آگاہ ہے دل اس کا حکمت کا سرچشمہ ہے صاحب جہاد بن سوریہ
 بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ میں اس فرقہ کے لوگ بھی تھے اس کے قائل
 ہیں۔ اور ان کا کہنا ہے کہ خدا کی صورت کے پہلے حضرت آدمؑ میں حلول کیا پھر حضرت
 مشیختؑ میں پھر اس طرح حضرت ابراہیمؑ اور ان کے تابعوں میں اس رائے کی تائید
 آئی یہاں تک کہ آخر میں اُس نے حضرت علیؑ اور آپؐ کا ادوار میں حلول کیا۔ اس کے
 بعد جہاد کے قلاب میں روح ختم ہو گئی۔ یہ قیامت کو نہیں ملتے۔ انوار
 شریعت مثلاً شرب، روزہ، زکوٰۃ اور حلال جلتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ جو
 نصوحی علیؑ کے پیرو ہیں۔ یہ حضرت امام علیؑ کے بعد اس میں تھیں۔ حضرت امام
 اس سے بڑی کی نظر کیا اور اس کو اپنے پاس سے نکال دیا۔ اور یہاں تو یہ خود علیؑ کی وصیت
 بن چھا۔ اس فرقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ابو منصور آسمان پر گیا تھا اور حق سبحانہ نے
 اس کے سر پر اپنا باد تھام لیا اور کہا کہ تم مجھے جلا اور چاہا پیغام پہنچاؤ اس کو جو وہ
 زمین پر آجائے اس کا اس زمین میں کس قسم سے حق کیا گیا ہے اور اگر دیکھتے
 ہیں کہ کون آسمان سے لڑتا ہو تو کہتے ہیں ہاں یہ تہجد ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ
 وصیت کا سلسلہ نہیں ختم نہیں ہوتا اور اس آیت امام علیؑ کی وصیت ہے جس کے ساتھ
 بیت کاوشتہ رکھتے ہیں۔ اور یہاں اور دو نشانہ عاقل شخص کی طرف اشارہ ہے جس کے
 ساتھ آئینہ رکھنے کا یہم کو ٹھہرے۔ جسے جو کچھ غور کرے اس میں کہتے ہیں کہ انفس ہے

[illegible]

اور عقلی عالم میں جو مسند پر پہنچے ہر ایک در حقیقت شخصوں کا علمی و ادبی ایکسچینج ہے۔
 سب سے ایکسچینج کے لیے یہ ہے کہ کسی کو کسی پر فوقیت و برتری نہیں ہے۔ لوگ ہم
 ظاہر کو مانتے ہیں۔ عہد انہیں کہتے ہیں کہ ان کی ذات کا ہیشہ کا داغ ہے۔ غصہ ہے
 طاقت و نسب پر جس پر عہد شکنی کی کاہر ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ خدا عزوجل پر مدعی تو
 ہے کہ سرشت اس کا مخلوق ہے ہی۔ لیکن دوسرے شخص سے قوی تر ہے۔ عقلی عالم
 کے کہ اپنے دماغ کا قوی ہے۔ پھر اس کا اپنے دماغ کا قوی ہے۔ بڑا اور قوی تھان
 جس سے منہج انسان کے ہر ایک لمحے میں کہ وہ مخلوق ہے۔ انسان کو حضرت کو
 لکھتا ہے کہ یہ خدا عزوجل کی ہر چیز کو آپ کہتے ہیں کہ ہر چیز کو ہر چیز کو ہر چیز کو
 جس میں کہ تا کی یہ کہ ہر چیز کو لکھتا ہے کہ انسان کی ہر چیز کو لکھتا ہے کہ
 انسان کی ہر چیز کو لکھتا ہے کہ انسان کی ہر چیز کو لکھتا ہے کہ انسان کی ہر چیز کو
 اور عزوجل کا نسبت چھٹے کی طرف اور جو کہ ہر چیز کو لکھتا ہے کہ انسان کی ہر چیز کو
 اور عزوجل کا نسبت چھٹے کی طرف اور جو کہ ہر چیز کو لکھتا ہے کہ انسان کی ہر چیز کو
 ترک علی کا خلاف اگر کہ ہے یہ اپنے خیال پر اس نسبت کو یہ ہے نسبت لکھتا ہے۔
 فرمایا عزوجل میں نے پس ہر لکھتا ہے ہر لکھتا ہے کہ انسان کو لکھتا ہے کہ انسان
 ہے اس کے اندر کی طرف راست چلا دیا ہر لکھتا ہے کہ انسان کو لکھتا ہے کہ انسان
 حلال چلتے ہیں ان کا قول ہے اس میں شریعت بغیر صلیبی آدم، نور، اسلام
 کوئی، میں نے لکھتا ہے کہ اسلام اور حضرت محمد کی کوئی رسول چلتے
 ہیں اس میں دولت ان کو ہے چاہے شریعتوں کو یا اس کی ہے۔ ان کے احکام میں
 نیچے اور دشمن کو پیدا کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ عورت بھارت میں مقننہ کیوں
 قتل کرتے ہیں۔ ان کا قتل کیوں نہیں کرتے۔ ان کے قتل کیوں واجب ہوتا ہے

فلان ذبیحہ اور مالک کو کالہ کچھ سی۔ تیسرا غنہ تیرے کے نام سے مشہور ہے
 یہ فرق سید بنی کے ساتھ مطلق عقیدہ ہی بہت عثمان گداس سے ملے ہیں۔ آل
 کہہ می اجالہ کثرت میں اس میں معتزلہ کے بیرونی اور غنہ میں امام احمد
 کے جمع الہت چند مسائل میں مختلف انبیاء ہیں ان میں سے ایسا غنہ ہے اس شخص
 میں ہے حضرت اسی کی مخالفت کرتے ہیں صواب کلام کو کالہ کہتے ہیں امامت کا علم
 امام حضرت محمد ہے جس میں ان کے بعد امام منصور میں اختلاف کرتے ہیں یہ کثر
 اس مسئلہ امامت کے قائل ہیں کہ امام جعفر کے بعد آپ کے صاحبزادے امام ابو موسیٰ
 کاظم کے بعد امام علی بن موسیٰ الرضا ان کے بعد احمد بن علی اسحاق ان کے بعد حسن بن
 علی ان کے بعد محمد بن حسن اور یہی امام معتزلہ کہتے ہیں یہ صاحبزادے گزرتے ہیں
 ان کے انہوں کے دو سنی ہیں بلکہ بعض نے معتزلہ کا کلام رد کیا اور یہ دونوں فرقہ
 مشتبہ میں جاملے ہیں یہ ان مشیدہ کلمہ اور احمدیہ ان کے معتزلہ ان کے بعض دور قور
 معتزلہ ان میں پھیل گیا کثرت اصول و عقائد میں مذکور فرقوں کے ساتھ کثرت
 ملنے ہی کثرت مسائل ہیں ان کے اختلافات بھی ہیں ایک کئی حقیقت ہے کہ ان
 مشیدہ کے متعلقہ پورے مہم میں ان کے اصول اور عقائد میں کچھ شخص کا
 ذرا اختلاف نہیں رہتا ہے ان کے مطالب کی حقیقت ہے امام احمد بن محمد بن علی
 معلوم ہے ان کے اصول کثرت پر ہے امام احمد بن محمد بن علی ان کے اصول میں اختلاف
 ہے کہ خود کو ہی بہت اور ان کے مشیدہ مشوبہ کرتے ہیں ان کے ساتھ کثرت
 امام احمد بن محمد بن علی یہ بزرگ اور خود ان کی مہم میں کثرت ہے ان کی
 اصول ان کے مشیدہ پر ہے ان میں کثرت ہے ان کی کثرت ہے ان کی کثرت ہے ان کی
 ان کے اصول کثرت میں ہے امام احمد بن محمد بن علی ان کے مشیدہ کثرت ہے ان کی کثرت ہے ان کی

لکھ کھسک رہے تھے اس کو چاہی ہی اظہارِ مولا نہ کہنے ہی کہ واپس سے غلطی کی تھی
 میں غصہ اور ان کی مخالفت کا بطلان لازم آتا ہے کیونکہ مشورتِ موائف میں آج کل
 کا یہ قول نقل کیا ہے جو اکابر اہل سنت میں سے یہی کہہ چکے ہیں اس کے وفات کے
 وقت اپنی سلامتی کی آواز کا اختلاف پیدا ہو گیا پہلے اختلاف تو تھا کہ حضرت پیغمبر
 علیہ السلام نے مرضِ موت میں ارشاد فرمایا میرے پاس کافرانہ لوگوں میں
 تمہارا سے کچھ کھدوؤں تاکہ تم میرے بعد نہ ہو کہ حضرت عمرؓ اس بات پر
 رضی نہیں ہوئے کہا کہ آپ پر مرض کا قلب ہے اس لیے اسے اس کی کتاب
 موجود ہے جو ہم کو کافی ہے اس لیے اسے اسے میں اختلاف کیا اور ایک
 شور و فساد کی آواز پیدا ہو گئی اس کا بغیر سے حضرتؐ کو روکا گیا اس نے فرمایا
 اٹھو میرے سامنے بیٹھو اس سب نہیں اور میرا اختلاف یہ تھا کہ اقرہ معلوم کے
 بعد پیغمبرؐ نے ایک جہت کو مار دیا لیکن اس وقت کے ہر مفسر یہ بیان چلا
 اس جماعت میں سے بعض نے قبیل میں شستی برقی چاہے حضرتؐ کو اس کی قبلی تو
 آپ نے اپنے ہمراہ سے فرمایا اس وقت کے لشکر کو تیار کر دیا اس سے بیان
 چلے آئے اللہ کے اس پر اہانت ہو اس تکبیر کے باوجود بعض نے قبیل کے لیے
 قدم نہیں اٹھایا اور آپ کی بات نہ مانی پسند اجماع کتنی کہ جس امر کے لکھ پڑنے
 کی آجانب نے وصیت فرمائی وہاں تک کہ وہ کہہ جو یہ وہی ہے اور عمرؓ نے جب
 اس امر کو نہ کہ تو وہ روئے وہی ہو ان سے وہی کفر ہے اس کا نام لگایا عزرائیل ہے
 ہر اٹھ کا یہ کام اسی پر دال ہے کہ بیٹوں نے اللہ کے آگے جو کلمہ پڑھا کہ
 مطابق فیصلہ نہیں کیا اور کافری ہو اور کہ نبیؐ کی مخالفت کا یہیت نہیں
 رکھتے اور نیز پیشِ سرکار میں شریک ہونے سے ہاں مسجد انا بموجب دلیل

کفر پر اور نقصان دہ آئے حضرات غلامانہ پیکاروں سے بچنے کے لئے کوشش
 کی۔ بعد ازاں جب حضرات علما عزیمت کر چکے ہیں کہ آنحضرتؐ کا اصل وطن ہے
 اور حقیقت میں یہ بھی ایسا ہی تو ہم کہتے ہیں کہ آنجنابؐ کا مروجہ کو حرمین
 سے نکال دینا لازماً واجب ہے۔ حضرت عثمانؓ کا اس کو چاہیے مسالحت اس کے
 سپرد کرنا اور اس کی عزت کرنا اور ذہنوں سے کفر و اہل اسی دلیل کی رو سے
 جو ابھی آنحضرتؐ کو ام نے یہاں اسباب ان قدر سے جو جب سے انہیں انہیں نہیں گے
 آپؐ کسی قوم کو جو یہاں آئے ہوں اللہ اور ان آخرت چمکے کہ سنی کریں اس شخص
 سے کہ مستبد کرتا ہے اللہ اور اس کے رسولؐ کا کریم ہوں یہاں کے بیٹے اللہ کے
 یہ بھائی ان کے یا کہ ان کا ہم یہ تو فریق الہی پر جو ہو سکتے ہیں کہ
 ہم کو تسلیم نہیں کیا آنحضرتؐ کے تمام اقوال و افعال بروئے دنیا اور آیت
 کریمہ سے شہادت پیش کرنا مفید مطلب نہیں کیونکہ وہ شہادت کے ساتھ
 انھوں سے ہوا تا انھیں بیٹا دی قرأت ہے یہی کہ اللہ کا رسولؐ علیٰ وہاں من
 صدور اس مطلب کی طرف مشیر و استرآن کی کوئی بات اپنی خواہش سے انکار
 منقول ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا کہ آپؐ کے تمام اقوال و افعال دنیا کے بموجب ہوتے
 تو بعض اقوال و افعال آنسورہ پر اعتراض نہ ہوتا اور حضرت عمرؓ سے جب
 وارد نہ ہوتا جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے "کہ نبیؐ کیوں آپؐ مسوکت ہیں
 اس کو جو اللہ نے آپؐ کے لیے مصل کیا۔ کیا آپؐ ان دعا کی مٹھی پلہتے ہیں" یا
 "نہ ان الہی ہے" اللہ نے آپؐ کو مسوکت کیا "آپؐ نے ان کو کیوں اجازت دیا
 یا اللہ! وہاں کہ ہے" اور نبیؐ کو نہیں چاہتے کہ اس کے قہر کیوں کریں کہ خون
 گوارہ زمین میں تم دنیا کا اس میں چاہتے ہو کہ وہاں خداوندی ہے۔ اللہ

ممتاز ٹپھی کسی پہلو میں سے جو ہر جہاں سے ایک عداوت سے معلوم ہوتا ہے کہ
 سابق بڑا شخصیت کے غارت گری کے بعد یہاں تک کہ ایک اور دور میں یہ
 پہلا ہے کہ زمانہ سے پہلے گمراہی کا زمانہ کے بعد اس آیت کا نزول ہوا یہ حال
 فعل سے بھی کائنات بہر پہنچا ہے خواہ وہ احضارے چلی کا فعل ہو یا اول کا
 اس قسم کی شاہین متون کریم میں بہت ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ آیت کے بعض
 احوال و اقوال ملتے جلتے ہوں تاہم جیناوی آیت مانتا ہے کہ
 کی تفسیر کے ذیل میں کہتے ہیں یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت بنیاد
 کرتے ہیں اور اجتہاد نہیں تھا ہوتا ہے لیکن وہ اس اجتہاد پر قائم نہیں رہتے
 اور یہ کلام عقل اور اجتہاد اور و احکام میں اختلاف کی گنجائش اور
 لفظ کا حق رکھتے تھے۔ یعنی وقت سے پہلے کے زمانہ کے نزول کے بعد
 ہر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے پر عمل کیا گیا اور اس لیے کہ
 آنسوؤں کی قیود مبارک اور عقلی کی طرف کم تھی۔ تاہم جیناوی کہتے ہیں
 کہ آنحضرتؐ کے پس ہم پرورد میں یہ قیود کا ملنے کے جس میں عباسؓ اور عقیل
 بن ابی طالبؓ بھی تھے آپؐ نے ان کے بارے میں مشورہ فرمایا ابو بکرؓ نے
 یہ آپؐ کی قوم ہے آپؐ کا بی بی سا گویا ان کے کچھ مشاہدہ اللہ تعالیٰ کی قوم
 قبول فرمائی اور ان سے فدیہ قبول فرمائی جس سے آپؐ کے اصحاب
 قوت حاصل کریں حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان کی گردن کاٹ دینا کیونکہ یہ ان سے
 کے پیشوا ہیں اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے فدیہ سے ہٹا دیا ہے۔ ان کے
 اور بیکار اور بی گناہوں کو ان کے بعد کاٹ دینا کیونکہ ان کا سر قریب ہے کہ ان کے
 ذاتی قریب اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے دلوں کو دھو دھو کر ان کو ان کے

دلوں کو چھب سے زائے سخت بنا دیتا ہے اور اسے ابو بکرؓ تہمدی مثلاً شہر
اہل ایم کی کسی بد چہلوں نے منہ دیا جس نے میری بیوی کی و د میری امت
ہے جس نے میری نام نہائی کی کوٹھانہ لٹکے والا اور دم کرنے والا ہے اور
اے عمر تہمدی متقی نوٹ کی سی ہے جنہوں نے منہ دیا یا اے وہ کسی کا منہ
کو نہ میں پر لپٹنے والا نہ چھوڑے جس کا آپؐ نے اپنے اصحاب کو اختیار دیا تو وہ
قتل کریں خواہ قہر میں لیں، انھوں نے منہ دیا۔ پس یہ آیت اتر کر انھوں
عینہ اس کے بعد عمرؓ آنجناب کے پاس آئے تو کیا دلچتے ہیں کہ آپؐ اور
ابو بکرؓ رور سے جہاں عمرؓ بوسے یا رسول اللہؐ رونے کا راز لے گئے تھے بھی بھلے
اگر وہ آئے تو وہاں وہ زہری موت تو کم از کم پہاڑوں آپؐ نے منہ دیا کہ
میں اپنے اصحاب پر رور پہاڑوں کا انھوں نے منہ دیا اور اللہ تعالیٰ پران کا
عذاب پیش کیا کہ جہاں اس وقت سے بھی تیرپ تریقا، قاضی بیٹا والا
کچھ ہی کی آنحضرتؐ سے یہ روایت ہے کہ آپؐ نے منہ دیا کہ اگر عذاب
نازل ہوتا تو سوائے عمرؓ اور سعد بن معاذؓ کے کوئی نہ بچتا کیونکہ انھوں
نے بھی قتل کا شورہ دیا تھا پس ہم کہتے ہیں کہ یہ روایت کا آنحضرتؐ کا
کاغذ منگوونے کے پہ عمل دینا یا ہمیشہ سادہ کی تیل کی کسے پہننا اور اس
طریقہ کا سون کو ٹھکانا طریقہ دینی نہ ہو بلکہ تعین رائے اور اجتہاد ہو
لہذا ان امور کی مخالفت کو ہم کفر تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس طرح کی مخالفت
اصحاب سے ثابت ہے جیسا کہ ابھی گزرا اور باوجود اس کے کہ نزول وحی کا
سلسلہ جاری تھا کوئی کتاب یا انکار اس پر ضرر نہ ہوا خدا تعالیٰ نہیں ہوا
اور ان کے آنحضرتؐ کی مشن والوں اصحاب کرام کی طرف سے ذرا سی بے ادبی

واقعہ یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہاتھ سے نہیں دلوں پہنچائی اور سر نہیں
 بجا دی ہے۔ وہ عید ازل پہنچائی چنانچہ حضرت عزراؑ نے فرماتے ہیں کہ اے ایمان
 والو! اپنی آوازوں کو غصے کی آواز سے اور سچا غصاؤ اور گفتگو بلند آوازی
 سے جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہو نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ
 تمہارے عمل مضائقہ ہو جائیں اور تم کو علم کی نیریز بد مشابہت سے غصے نے اندھا
 سے قتل کر دے کہ یہ کہانی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سلطان
 ایک ہی عقیدہ پر قائم تھے۔ مولائے ان لوگوں کے جو اتفاق کو چاہتے
 تھے اور موافقت کو ظاہر کرتے تھے۔ پھر ان میں آپس میں اختلاف پیدا ہوا۔
 پہلے اس اصول پر متفق تھے کہ ایمان واجب ہو اور نہ کفر واجب ہو اور
 ان کی طرف اس سے وجہ کے ملازم کو قائل کرنا اور شریعت کے خلاف کوئی
 ہتھکڑی تھی چنانچہ ایک اختلاف ان کا وہ تھا جو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مومنوں میں نہ آپ کے پیروان ایستون بقرطاس الا کے ذیل میں نہ تھا
 پہلے وہ اختلاف جو ہمیشہ سے رہا ہے سب سے پہلے واقع ہوا بعض نے اجتماع
 کو واجب قرار دیا بوجیب حکم علیہ السلام جہد و ہمیشہ اس بعد از ان
 اللہ میں تعلق نہ تھا اور بعض بنی سب سے اول علیہ السلام کی پہلی کا انجاء دیکھنے کے
 انتظار میں بیٹھ رہے۔ اگر اس پر اصرار من کرے اور اسی مقدمہ کو جس پر کہ
 منع و امتناع کیا گیا ہے ثابت کرنے لگے کہ آنسرو کائنات علی السیاق و سلا
 کے اجتماع کا ثبوت بھی تو وہی ہے ہوا ہے۔ پس صاف لائی آیا اور قیاس و خلاف
 اقوال اکثریت علی السیاق و سلا کے بوجیب وہی ہیں کیونکہ حکم
 اجتماع پر اس صورت میں جاری وہی ہے ثابت ہوئے یہی جواہر ہیں ہم

کہتے ہیں کہ صبیح افعال و اقوال سے ملو ہر فعل اور ہر قول آفتاب صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے خاص طور پر تصدیق ہے جیسے کہ کھانا روکتی انکسار ہوتا ہے۔
 پر شیعہ نہیں دیکھتے کہ کچھ کہتے ہیں کہ تمام اقوال و افعال جو جبہ اللہ کی کوکب کا
 اجتہاد ہیں تو وہی حجت ثابت ہے۔ مقلد اس سے عبرت حاصل کریں مقلدوں
 نے ہم کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کا اثبات کوئی نسخہ نہیں دیتا اس لیے کہ اس کی غیروہ
 ایک مقدمہ ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال وہی سے ثابت ہونے کی ضرورت
 یہ ان کی مخالفت کا غرض ہوتا ہے اور اس کا حال گورنر کا آپ علیہ السلام
 کی حیات میں ان کے اس قول سے مراد کہ آپ کے تمام افعال و اقوال جو جبہ
 اللہ کی دعا ہو رہے ہیں جو اجتہاد یہ کہ علیہ السلام سے مساوی ہونے والا وہ
 نفس اللہ ہو رہا تھا ہے اور اس مقدمہ میں ان کے مقصد یہ کافی ہے۔

فما ہے وہاں تاویث جو خلفائے راشدین کی حد و دستائش میں وارد ہیں۔
 وہ کاشعہ غریب کی خبروں میں ہے اور غریب بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے نہ کہ
 اور اجتہاد کو اس میں کوئی دخل نہیں بخلاف غریب نے فرمایا اللہ کے پاس
 غریب کی خبریں ہیں جو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا نیز اللہ کے لئے غریب کہ
 وہ غریب کا ہاتھ والا ہے اسے غریب پر کسی کو آگاہ نہیں کرنا سزا میں ہو جائے
 اپنے دوستوں سے لیکن بدی صورت لازم آتا ہے کہ یہ آپ کر رہے ہیں
 عن اللہ سے وہ عام معنی مراد ہیں جو شرک اور وحی خلق پر دو کو شامل
 ہے اور شک نہیں کہ اس قسم کے اقوال و افعال سے انکار اور ان کی مخالفت
 عدلی کی مخالفت اور اس کا انکار لازم آتا ہے اور وحی کی مخالفت کفر ہے
 اور وہ تاویث جو ان ہر گونہ حد و دستائش میں وارد ہیں اور اللہ

تھانے کی طرف سے فاضل سرایہ علم الفطریہ، کثیر تعداد میں دیہہ ہاشمک
 کے لوگوں کی کثرت، فرقہ وند و رواج کے لحاظ کیا جانے، تو وہ شہرت کی حد
 تک یا سنی تھا ترکے و جبریت، سختی ہی یہاں میں سے چند لاکھ کو تھہر
 مثلاً ایک وہ جو ترمذی بنی علی اللہ علیہ وسلم عہد میں مسز بیان کرتے ہیں
 کہ آپ نے ابو بکرؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم میرے غار کے ساتھی ہو اور
 حق کو اثر پر میرے رفیق رہو، انھیں ترمذی کی بیان کردہ حدیث کہ آپ نے
 فرمایا میرے لیے میرے ساتھی اور میرا تھہر پڑھ کر لے لو جنت کا دروازہ لکھا
 جس سے میری امت کے لوگ داخل ہوں گے، حضرت ابو بکرؓ غلوے یا رسول اللہ
 میری آمد ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں اور اس دروازے کو دیکھتا ہوں
 نے فرمایا ابو بکرؓ تم تو جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گے، بخاری و مسلم میں
 حدیث نقل ہے کہ بنی نے فرمایا میں جنت میں گیا اور وہاں میں نے ایک شخص
 دیکھا جس کے صحن میں ایک چھو کر کا تھا، میں نے پوچھا یہ کس کی ہے کہا
 یہ عمر بن الخطابؓ کی ہے میرا مادہ ہوا کا تعدادھا کر لیا تھا کہ وہ دیکھوں لیکن
 لے کر آتا تھا، غیرت لھکرہ اور آئی حضرت عمرؓ نے تسبیح لیا یا رسول اللہ
 میرے ساتھ آپ آپ پر تسبیح ہوں کیا آپ پر مجھے غیرت ہو سکتی ہے یا بن
 ابی ریحہؓ کہتے ہیں کہ بنی سلفہ علیہ السلام نے (یا یا وہ شخص میری امت کا
 جنت میں سب سے بلند و مرتبہ والا، ابو سعیدؓ لکھتے ہیں کہ ہم اس شخص سے
 ملا وہاں کے لوگوں کے کسی کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے وفات
 پائی یہاں وہ حدیث میں قابل لحاظ ہے جو ابو بکرؓ یا عمرؓ سے
 نقل کرتے ہیں کہ بنی نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کو مقدم نہیں بنایا بلکہ خود

خدا تعالیٰ نے ان کو مقدم ٹھہرایا۔ یا اللہ حدیث جو ابو علی پر انکار تھی کفار
 و سنی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پاس جبریلؑ آئے تھے ان سے
 پہنچا دی، انہوں نے کہا خاندان نبویؐ پر انہوں نے یہ سب دیا اگر یہی ان کے حق الیقین
 ہوتا کہ ان میں قسمت لکھا ہی تو تم میں سے تو میں ان کے انصاف اور خیر خواہی کے لئے
 میں سے ایک رنگ لائی۔ یہاں وہ حدیث کے مقابل لاکھ ہے جس کو تہذیب
 ابن ابی جریجؒ نے انہوں کو طلب و انشائی سے نقل کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 قرآن کی ہر کچھ دوسری روحی جنت کے اور غیر عربیوں کے کسر و ہر کسی کو
 عذرا کرنا کہ سوائے انہیں اور مسلمان کے یہاں وہ حدیث کے مقابل عذرا
 ہر کچھ دوسری روحی جنت کے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے انہوں نے
 کہا میں عذرا کے ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک شخص
 آئے انہوں نے دروازہ کھولا تھا آپ نے فرمایا دروازہ کھولا اور اندر آئے
 والے کو جنت کی خوشخبری دی وہی سے دروازہ کھولا کہ یہ دیکھتے ہیں کہ ہر کچھ
 ہی میں نے ان کو خوشخبری دی انہوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا پھر ایک شخص
 نے دروازہ کھولا تھا آپ نے کھنکھار کر مرنے لگا وہ پھر نہ دیا۔ دروازہ کھولا
 آئے والے کو جنت کی خوشخبری سن کر عذرا نے دروازہ کھولا کہ دیکھتے ہیں کہ
 عذرا ہی میں نے ان کو خوشخبری سنائی انہوں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا
 پھر ایک آدمی نے دروازہ کھولا تھا آپ نے فرمایا دروازہ کھولا اور نہ کھولا
 میں جو مسکوت رہنے والی ہے اس کا کہہ دے میں ان کو جنت کی خوشخبری سناتا
 کہ دیکھتے ہیں کہ وہ عذرا رہی اللہ عذرا ہی میں نے ان کو خوشخبری سنائی
 انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اللہ کا شکر ادا کیا

نیز اگر ایسی کیا جائے کہ مولانا کا مکان بردستے والی تھا تو ہم یہ
 تسلیم نہیں کرتے کہ اس کا مکان اور جلا وطنی پیشہ کے لئے تھی اور آنحضرت
 کی وطن منشا تھی ایسا کہوں نہ ہو کہ احسانِ وقت ہو جلا وطنی مقبرہ عدت
 تک ہو یہاں آنحضرتؐ نے مددنا میں مسندِ انوار سے کی گواہی کے ساتھ زمانہ
 ہجرت کو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی سے اب چھ حضرت عثمان کو احسانِ
 کی عدت کا پتہ تھا مسند اور جلا وطنی کی عدت ختم ہونے پر آپ اس کو مدینہ
 میں لے آئے اور اس میں کوئی قباحت نہیں ہے یہی آیت لا تجد قوماً الا
 تو کفہ کی دوستی سے ملتی ہے اور مولانا کا کفر ثابت نہیں کہ اس کی دوستی
 شروع تو سرار پائے لہذا کجوا صفات کرو اور مسندِ نور کی مذکورہ تائید
 اور عثمان کی مسند سے بچے مکرر مسند نے بطریقِ مشائخ اور مسندِ کبار خلفائے ثلاثہ
 کی مدح میں آنحضرتؐ سے ثابت ہے وہ متفق علیہ روایتیں نہیں کہ نہ شیعہ
 کی کتابوں میں ان کا نشانہ تک نہیں اور حوالہ دینے کی ذمت پر دلالت کرتی
 ہیں مثلاً گوشتِ روایتیں دکن اور حبشہ سے ملنے والی یہ ہر دو روایتیں کہ
 کتابوں میں درج ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض اپنی سنت و احادیث کو معلولت
 کی خاطر جائز قرار دیتے ہیں لہذا غیر متفق علیہ روایت پر عداوت اور کفر کی رائے
 بالکل ہے۔

وتمثالہ میں بطریقِ اثبات مقدمہ منور ہم کہتے ہیں کہ جب شیخ
 اپنی اپنی تعصب و عناد سے مسلمان پر ظلم اور خدائے ثلاثہ پر سب کو شتم
 بلکہ ان کو کافر کہنے کی مسند اور اپنی عبادت خیال کرتے ہیں تو ان کو
 احادیث صحاح حرم کے مقابل میں واقع ہیں ان میں بے سند بے دلیل

حسبِ وقت کر کے کیا، اور ان میں قرین و تحریر سے کام لیتے ہیں تو
 کام ہٹتے ہیں یہ مدارِ اسطلاح ہے اور تسبیحِ اول سے ہوتا کہ لفظ ہے
 اور کسی مشبہ کی اس میں گنہائش نہیں اور مطلقاً زیادتی و نقصان کا اس میں
 اتنی نہیں اس میں بھی گھڑی ہوئی آیتیں اور بناؤں ٹھیکے ملاحظہ کیا اور
 آیات متراکی میں تصریح کو رد کر کے ایسا چاہتا ہے کہ یہ صحت و صواب
 و حسن و عفاۃ و تبرا کا مناسبت متروک ہے فی تصریح اس طرح کر ڈالی اور
 اس طرح قرین کا تسلیم ہوا یہاں علیٰ جمیع وقایہ صفاۃ المتراکات کا تسلیم
 تہا بند انتہائی گڑبی کا شکار ہو کر یہاں تک کہ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان
 نے ان میں آیات متراکی کو چھپایا ہے جو اہل بیت کی مدح میں وارد نہیں
 اور ان کو متراکی میں شامل نہیں کیا۔ یہ بات بجا پر گذر چکی ہے کہ شیخ
 کا ایک نسخہ قرآن ہے گروہ کے نسخے اور یہود کے نسخے جوئی گواہی کو بدولت
 ہے اس میں ہزاروں سے یہ لوگ جن کے نشانہ ہے اور ان پر کتب و فتاویٰ
 آئندہ کیا اور ان کی عدالت ختم ہو گئی ان کی تصنیف مشدہ کتابیں اعتبار
 کو نہیں اور ان کا درجہ قرین مشدہ اور میت و انجیل سے ناخدا رہا۔
 اہل سنت کی کتب صحاح میں مثلاً سنن ابی حاتم کتب بعد القرآن ہے یا
 مسلم وغیرہ میں خلفائی علیہ السلام کی مدح و ستائش کے علاوہ کہ نہیں اب یہ
 اپنے خدا و علیہ اور خدائی عزت سے اس کو خست خیال کر بیٹھے یہاں کہ
 برابر خیال کا سہارا تصور باطل ہے کوئی حق تعالیٰ عزت و جلال اس طرح
 شکر کو لاواہتا ہے جس میں حال ان کا ہے اس کی تحقیق اور پرگز چکی
 اور جو کس طرح یہ تشابہات کی تائید کی تھی ان کی عزت سے کرتے

اہل ہند اور مشید کا کہنا کہ بعض اہل سنت و جنت حدیث کو مسحوت کی چٹائی
 ہاڑ کھتے ہیں اور اس کے بغیر متفق علیہ حدیث پر سے اعتبار اٹھایا تو یہ بات
 جب وقت رکشی کا اہل سنت نے اس قسم کے لوگوں کے کلام کو روک دیا تو یہاں
 اور ترمذ کا یہ اصول اختیار نہ کرتے اور ان کے کذب کو بے نقاب نہ کرتے لیکن
 اس کے برخلاف واقعہ تو یہ ہے کہ اہل سنت نے اپنی کتابوں میں ان کے کذب
 و افتراء کو وضاحت سے بیان کیا اور ان کے کلام کو رد و مسترد سے لکھ دیا۔
 لہذا اہل سنت کی طرف کو کتنا قصور عائد ہو سکتا ہے اب تو حق باطل
 سے بھر کر دھات بھرا ہو گیا نیز مشید نے جواب میں بطریق مسخ کہا کہ یہ تسلیم
 نہیں کرتے کہ خبر واحد کی مخالفت کفر ہے۔ کیونکہ ثابت ہے کہ اجتہادین نے
 خبر واحد کی مخالفت کی ہے وائیں رہے کہ وہ اجماعیت جو صحابہ کرام کی حداد
 سے تشبیہ میں وارد ہے۔ اگرچہ باعتبار اتفاق اکثریت رداء اور تعدد طرق
 وہ کلام سنوئی کی حد تک پہنچ چکی ہیں، جیسا کہ گزارش میں تو یہ ہوا کہ
 ان گناہوں میں کہ ان کے مطلب و مفہوم سے انکار کفر ہے اور اس قسم
 کی حدادیت سے مخالفت اجتہادین سے ثابت نہیں ہے بلکہ امام احمدینہ سے جو
 شریعت اہل سنت ہیں نہ صرف خبر واحد کو بلکہ اقوال صحابہ کو بھی قیاس پر مقدم
 رکھتی اور ان کی مخالفت کو بدوائیں رکھتے، نیز مشید خلفائے ثلاثہ کی حداد
 میں حدود اجماعیت کو مانتے ہوئے جواب میں کہتے ہیں اور مقدمہ بھیجو کہ رو
 کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی تعلیم و توفیق جو خلفائے ثلاثہ کی شان میں ذات
 ہے یہ مخالفت کے آثار سے پہلے پہلے کی تھی اس سے تنبیہ کی سلامتی و
 بہتری کا پستہ نہیں پہنا کیونکہ وہ گناہ جیسا بھی صادر نہ ہوا ہوا

کہ بعض احوال قیوم کی ان سے سرزد ہو سکے حج بیعت و عہد کے مخالف بن کر یا
 کوفت کے واسطے میں حضرت پیغمبر علیہ السلام کی نصیحت کی مخالفت کی اور خلافت
 کو میں بیٹے حضرت فاطمہ کو کاندھوں پر لے کر نکلا کہ کچھ احوال میں مذکور ہے اور
 مشکوٰۃ میں مناقب کے بیان میں حضرت فاطمہ کے واسطے میں منقول ہے کہ حضرت
 نے فرمایا جس زمان کو انور پر چلائی تو اس نے تم کو اذیت پہنچائی اور جس نے جو
 کو اذیت پہنچائی اس نے گویا اللہ کو سنا سنا سنا ہر اس کلام صادقی کا حضور انور
 وہ لوگ جو ان کو اس کے رسول کھانا دیتے ہیں، یعنی پر اللہ نے دنیا و آخرت
 میں امانت کی عہد میں ہر پر گویا ہے۔ فقہ کلام یہ ہے کہ یہ اسطرح احوال
 قیوم کے اور وجوہات حضرت پیغمبر علیہ السلام کو دیکھنا و پیش اس
 سے نیچے رہنے سے وہ ملحق رحمت کا نشانہ بنے کی حکایت کی سداقی احوال
 کے خاتمہ کی پہنچائی پر رحمت عہد عہد حضرت پیغمبر علیہ السلام کو دیکھنا کہ پر
 ہم کہتے ہیں، لا جبر بقدر کثرت کہ ہے اس کو ہم ثابت کرتے ہیں،
 اور یہاں اس کلام کا یہ ہے کہ ایت کریم کا مہم ابد تعین و تدقیق یہ تحریر ہے
 کہ حق سبحانہ کی رضا مندی و موافقت کے ساتھ اس وقت سے ثابت ہے جبکہ
 اور حق کے ساتھ بیعت کر رہے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے اور تدقیق
 ہے کہ یوں معلوم ہو کہ ہے کہ بیعت ان کی تمنا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے
 عطا منی کی علت ہے پس بیعت کا فعل حسن ہونا اور پسندیدہ ہونا ان
 سے خود کو میں آسکتا ہے کیونکہ وہ رضا مندی کی علت ہے چنانچہ
 جب وہ لوگ بیعت کرنے والے اس بیعت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا مندی
 سے مشروط ہو چکے ہیں تو بیعت بطریق اولیٰ پسندیدہ ہوگی۔ لیکن بیعت کا

پسندیدہ ہونا اس کا بغیر اس کے کہ بیعت کرنا تو بے پسندیدہ ملک ہے۔
 جیسا کہ مشیدہ گمان کرتے ہیں۔ فہم سے بالکل عبید بات ہے جو اس سبب
 کلام سے ذرا واقفیت رکھتا ہے اس سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں رہا اور
 جب حق تک ان کی رسائی نہ ہو سکی تو انہوں نے اپنی خطا کا نام نہ تسلیم
 نہ کیا نہ اپنا ہم کہتے بھی نہ کہ وہ جماعت جس سے حق سبوتا راہی ہو گیا
 ہو گیا ہو ان کے اندرونی اور چھپے حالات سے واقف ہوا ان پر کیونکہ
 اور طمانیت و تازہ چکا ہر وہیسا کہ فرمایا علیہ السلام کہ ان کے دل کی چیز کو پس
 نمازی کی سیکڑاں پر اور نیز اس جماعت کو ان سورتہ جنت کی خوشخبری
 سننا ان پر وہ جماعت کا کمالہ خاتمہ کی برائی اور نقصان و بیعت سے
 لغو کا و ماہون ہو گیا۔

اس کے علاوہ اگر کثرت سے مراد اٹھ لکھنے کی ضمانتی ان کے
 فعل خاص بیعت سے جو جیسا کہ مشیدہ گورہو کا لگا رہا تو ہم کہتے ہیں کہ
 جب حق سبحانہ ان کی بیعت سے راضی ہوا اور ان کے اس فعل کو مستحسن
 کیا تو وہ جماعت جو اس ضمانتی کے شوق سے مشورت ہوئی پسندیدہ
 اور موردِ احسان ہو گئی اور اس وقت کفار کے افعال سے راضی نہیں رہے
 اور اس طرح اس جماعت کے افعال سے لگا راضی نہیں ہوئے جو بدو و مہاجر
 ہو مگر یہ پسندیدہ افعال اس کے سبب ہوئے اور وہاں افعال و مشاوری
 صادر ہوں پناہیہ ایسے ہی لوگوں کے افعال کے بارے میں حدیث اور احادیث
 اور وہ لوگ ہیں انہوں نے ان کے افعال کو سببِ رحمت کی طرح نہیں
 چیل میلتا ہے جیسا کہ اس کو بانی کثرت سے چیل میلتا ہے کہ جب اس کے

پس آتا ہے اس کو کچھ نہیں پایا۔ یا دوسری جگہ شریک ہے اور جرم میں
 ہے اپنے دین سے متوجہ ہو جائے۔ پس وہ بچائے کا ستر ہو کر دیوار گریبا
 جن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے ہیں۔ لہذا وہ نفل ہی آخرت
 میں کام میں دے گا۔ افسوس! ہاں تاہم جو چلے۔ اس سے اللہ تعالیٰ انکے
 دین خدائی کوئی معاف نہیں رکھتی کیونکہ بغیر قبولیت کے آخری درجہ سے
 عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو رد کرنا یا قبول کرنا مستبدانہ اور
 نتجہ کے ہے کیونکہ دار و مدارِ حق پر ہو گیا ہے اختلافات میں اگر میں علی
 کے بدلے میں حضرت پیغمبر علیہ السلام سے کسی نفل کا وارد ہوتا ثابت نہیں
 ہوا۔ بلکہ امتناع و رد پر دلیل قائم ہے کیونکہ اگر نفل وارد ہوتا تو تواتر
 نفل ہوتا کہ اس کے دوا میں اسباب بہت ہیں مثلاً اگر کسی خلیفہ
 کا بغیر تہنیت پہ چلے تو وہ مشہور ہوا کہ تہنیت ہے۔ نیز حضرت امیرؓ اس
 نفل کو دلیل میں پیش کرتے اور ابو بکرؓ کو مخالفت سے روک دیتے۔ جس
 طرح ابو بکرؓ نے انصار کو مخالفت سے روک دیا اور حدیث اہل بیت رضی
 علیہم سے ہوں گے۔ "پیش کی انصاف سے اس کو قبول کیا اور امامت سے
 دست کش ہو گئے۔ مثلاً عمارؓ نے کہا جس کو دین سے ذرا لگاؤ
 لگاؤ ہو وہ کیسے گمان کرے کہ محمدؐ پر کلام جنہوں نے آنحضرتؐ کی صورت
 کی خاطر شریعت کو ہرستوار رکھنے کے لیے اور آنجنابؐ کی تحلیل حکم اور
 اتباع طریقہ کی خاطر اس نے ہاں نہیں دیا۔ پس کس نے کہا اہل بیت سے لڑنا اپنے
 عزیز و اقارب اور کھنڈہ داروں کو قتل کیا؟ اور آنجنابؐ کو دین کرنے سے پہلے
 آپ کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ یہ جو کہ مقصود ہے انھوں قطعی ہر مخالفت

موجود ہوں بلکہ اس جنگ میں چکر مشارات اور ولایات اور گاہی بہت
 دشمنان کے عین ہونے سے علم قفل ہو گیا ہے جبکہ وہ ان نفسوں قلب کے
 شکل نہ ہوں اور وہ یہ کردہ نصیر میں قلب و جہاد است حضرت علی رضی اللہ عنہ
 میں بعد ثنی میں سے کسی ثقیل شخص سے ثابت نہیں ہاں باوجود یہ کہ ان کو
 امیر المؤمنین سے شدید محبت ہے اور انھوں نے بہت کردہ اور بیٹ
 نقل کی ہیں جو آپ کے مناقب اور اسوہ و نیا و آخرت میں آپ کے کمالات
 سے تصدیق کرتی ہیں۔ نیز آپ کے خلیوں، رسائل، فز و سہادت کے کلاموں
 کی احسان میں اور اس وقت کہ لوگ آپ کی بیعت سے نہ کرنے کی عقل
 ثابت نہیں بلکہ آپ نے امر خلافت کو چھ آدمیوں کے شور پر موقوف رکھا
 اور خود حضرت علیؑ اس شور میں داخل ہوئے عباس نے حضرت علیؑ
 سے فرمایا آپ ہاتھ اٹھائیے میں آپ سے بیعت کروں گا لوگ کہیں کہ
 آنحضرت کے بھائی اپنے بھتیجے سے بیعت کرنا تو آپ کی بیعت سے دو
 آدمیوں نہ پھر سکتے اور یہ بکھڑانے فرمایا کاش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم سے اس امر خلافت کے بارے میں مخالفت کر لیتا پھر چہ ہوتا اس میں
 ہم جھگڑا نہ کرتے۔ پھر حضرت علیؑ نے حضرت عمارؓ سے دعا کی کہ بیعت
 کرنے میں سہاڑ کیا لیکن کوئی نصیحا پیش نہیں کی۔

اور حضرت فاطمہؑ کی آثار و سالی سے جو یہی ہر راحت حدیث
 میں وارد ہے وہ مطلق پروردگار پرورد ہو گی کہ جو کچھ بعض وقت حضرت فاطمہؑ
 حضرت امیرؑ سے آئندہ دل پر میرے چنانچہ احادیث و آثار اس حال ہی
 نیز حضرت زین العابدینؑ سے بعض اوقات سے منسوب یا مجھ کو عائشہؑ

کے بارے میں ایذا نہ دو کیونکہ وہی بجز پر سوالے عائشہؓ کے کسی کے لہان میں
 نہیں آئی۔ لہذا آنحضرتؐ نے حضرت عائشہؓ کے کندرو آندہ کی گواہی آندار
 قرار دیا ہے اور شک نہیں کہ عائشہؓ حضرت امیرؓ سے گدردہ دل تھیں
 لہذا ہم کہتے ہیں کہ احادیث میں جس ایذا کسالی کی ممانعت ہے ہو سکتا ہے
 کہ وہ خواہن نفسانی کے ساتھ خصوصاً ہوا اور مالوہ شیطان کے ساتھ شروط
 ہو اور وہ آزار و آندہ کی جو گر حق کھا گیا ہے عاقبت ہو جو سطحی حدیث و
 غبی ہو تو وہ کوئی نہ ہو سچو س کا جس سب کو علم ہے کہ فاطمہؓ کی آندہ کی حق
 صدیق اکبرؑ حدیثی باعث تھا کہ آپؐ نے خدا سے ارشاد کورک دیا تھا
 اور حضرت صدیق اکبرؑ اس ممانعت میں حدیث نبویؐ سے محبت لیتے تھے کہ
 کتبہ نے منسوب کیا ہم ایذا کے گدردہ ہی ہم وراثہ نہیں چھوڑتے جو کچھ ہم
 چھوڑ جائیں وہ صدق ہے۔ آپؐ خواہش نفسانی کے تابع نہ تھے لہذا آپؐ نے عید
 میں داخل نہیں ہوں گے۔ اگر کوئی کہے کہ جب حضرت صدیق اکبرؑ حدیث سے محبت
 لاتے اور آپؐ نے آنحضرتؐ کا دیا ہوا حکم نقل کیا تو حضرت فاطمہؓ کیوں
 نصتہ ہوئی کہیں آندہ وہ خاطر ہائیں کہ آپؐ کی آندہ کی آنحضرتؐ کی آندہ کی
 غبی جس سے ممانعت ہے اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ فاطمہؓ کا حضرت
 اور آپؐ کی آندہ کی اختیار و تصدیق تھی بلکہ یہاں انسانی بشری و جدیت عقلی
 اور بشریت کے تقاضے اختیار و تصدیق سے باہر ہیں اور ممانعت اور نہیں ان کو
 شامل نہیں۔

علماء و اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکرؓ کو حضرت پیغمبرؐ
 علیہ السلام کا صاحب قرار دیا ہے لہذا آپؐ مستحق ممانعت و ذم نہیں ٹھہر سکتے

طیحا اس کے جواب میں بطریق متبع کہتے تھے نہ اپنے ہاتھ نہ اپنے ساجدہ
جواب و سوال کرنا تھا کہ تو نے کفر کیا۔ روایت کرتی ہے کہ مسلم اور اہل رحمۃ
مناہت ہو سکتی ہے اور آیت ”لے میرے قید خانہ کے صبر و ایک ایک
سبب بہتر ہے واللہ صاف تھا“ میں اس طعن کا تائید کرتی ہے گو یا حضرت
یوسفؑ جو بڑی عورتوں اور آدمیوں کو اپنے صاحب کہتے ہیں جو بہت پرست
تھے اس سے بات ظاہر ہوا کہ بغیر کاموں صاحب ہیں انہی کی نشانی ہیں
جس کے نصیب میں نہ جہاد نہ ہونہ تھی اس کو خدا کا چہرہ دیکھنا سونہ
نہا۔

ہم مقدر غنور کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صاف صحت بشرطیکہ
پیشہ برائے اندام کی تاثیر کا انکار کرنا بات کو ٹھکانا چاہیے نہ بات
سے مقابلہ کرنا ہے چنانچہ ایک بزرگ کی خوب کتبی جو صحت کے آثار کو
سچ اس کی حیثیت ہمارے نزدیک ثابت ہے اب جو کہ مسلم و کافر میں
مناسبت نہ تھی ایک دوسرے کی محبت کا اثر لینے سے غور نہ لگے اور
یہ جو مقول ہے کہ وہ دو بہت پرست حضرت یوسفؑ کی محبت کی برکت کے طعن
ہو کر شرکینکے دعوات سے بڑھ چکے تو صدیقؑ اپنی مناسبت رکھنے کے
بالوجود حضرتؑ کی محبت باسعادت سے کیوں سعادت اخذ نہ ہو اور
اب تک کے کلام سعادت یہ ہے کہ کسی طرح غور میں چنانچہ آنسو
خود شاکر فرماتے ہیں کہ اللہ نے میرے سینہ میں جو کچھ قرار دیا ہے
ہر ایک کے سینہ میں ڈال دیا ہے جس قدر مناسب تر ہو گا میں تقدیر
صحت دیا ہے لہذا اس طرح حضرت صدیقؑ نام صاحب سے افضل شہر ہے اور

مواہب میں سے کوئی بھی آپ کے درجہ تک نہ پہنچ سکا یہ اس لیے کہ آپ کو آنحضرتؐ سے سب سے زیادہ مناسب تھی۔

آنحضرتؐ اپنے دریا کی جو بکریاں کو کثرتِ نماز و درود سے نصیبیت نہیں دیتی، بلکہ اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل لگتی ہے، اٹھاتے فرمادیتے ہیں کہ وہ چیز موت اور فنا کا سبب ہوگا۔ پس حضرت کو سامنے رکھتے ہیں کہ شیخ کے لیے جس طرح کا بلِ ذمہ و فتنہ قرار دیا جائے، ان کے لیے وہی ہے بہت بڑی بات نکلتی ہے۔ وہ بھوش کے سوا کچھ من سے نہیں نکالتے۔ علامہ ابنِ تیمیہؒ نے فرمایا کہ حضرت امیرِ مومنینؑ کو دانت لگی بہادری کے جب غلغلہ اٹھتا ہے تو ان کے بیعت کی تو آپؐ نے شیخ نہیں فرمایا بلکہ خود بھی بیعت میں حصہ لیا۔ اہلِ ایمان بات کی وجہ سے حق ہوئے پر کھنکھایا ہے۔ وہ صحیح مسلمان کی شان میں فرق آتا۔

شیخ نے اس کے جواب میں بطریقِ نقیض کہا اور الزام مشترک جاری کیا لیکن اس کی بھی توضیح بطریقِ منہج ہو سکتی ہے جس کو سن کر لوگ ان سے ذرا مذاق ہے اس کے نزدیک یہ بات ظاہر ہے شیعہ نے اس طرح کہا کہ پہلا اس کے حضرت امیرؑ آنحضرتؐ کی تجویز و تکفین سے خارج ہوا تھا۔ ثانی نے قبضہ بنی ساعدہ میں اکثر صحابہ کو جمع کیا اور ابو عبس کے ہاتھ پر دست لگا کر اب جو بیٹھے اس بات کی خبر سنی تو حسینؑ کی کہ اور اہلِ حق کی بلا دور و نزدیک سے ڈر کر کسی اور کی بہادری پر مزا امت پر آمادہ نہ ہوئے تو یہ حقیقت اب بکریاں کی غذا ہے کہ حق پر نے کوشش بتائی دیکھی حضرت امیرِ مومنینؑ اس کے کہ بڑے بہادری کے اور حضرت امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ

کے علاوہ تمام صحابہؓ کی ہڈیاں میں موجود لیکن پھر بھی کفار و شریش
 سے جنگ کے لیے کہ سطر سے آجنگے سلفیت منبر الیٰہی پر ایک دستِ علم
 وہاں رہیں مگر حکومت ہرے تو سر میں ہے، چکر سطر کی اور لوٹ کر پہلے
 لے گا ہذا جو وہاں آنحضرت امیر اور رسول کا کفار و شریش سے جنگ نہ کرنے
 کا اہم سکہ ہے وہی وہاں ہے حضرت امیر کے جنگ نہ کرنے کا اہم سکہ ہے ہر
 مروجہ برائے کفار و شریش کی سپاہی کا اور جو یہ نہ تھا مگر حضرت امیر کے مقابل
 کے لوگ تو پھر بھی کہ سپاہی نہ تھے تھے تو ان کے خلاف امیر کے ہاتھ کاہن تھے
 ہاں یہ بھی کہ یہ نقص خط کر اور پھر بھی ہاں سطر سنی نہ تھے نہ پہنچا ہے کہ
 نہ ہوں چار سو سال تک تحت سلطنت پر شہاد و حوی غلطی کر گیا اس
 فرقہ شاد و فرود و غیرہ ماہا سال تک اس باطل و گمراہی میں غلطی کر گیا
 عہد اور اسے تسلیم نہ ان کو اور ہودام کی کمال درست کے چاک نہیں کیا
 لہذا جب اللہ تعالیٰ کے قیام دشمن کے وضع میں تاخیر اور واصل باگتہا کشش
 ہے تو بندہ کے حق میں تو اس میں اس کی گتہا کشش ہوگی اور یہ جو کہ ہے کہ
 حضرت امیر نے غلطی نہ تھے عرصہ صحت کی تو اس کا و تو تا بغیر جہاد و قلعہ
 کے کمال تسلیم ہے

جواب : اس اشکال سے لگاتے ہمارے کہتا ہے کہ علمائے دین اور انہر سے
 ابو یوسفؒ کی عظمت کی حقیقت پر دوزخ اور جہنم کے بھی میں حضرت امیرؓ کا
 حضرت ابو یوسفؒ سے دو الفاظ جنگ نہ کرنا اور ساتھ ساتھ ان کی متابعت و بیعت
 میں حصہ لینا اس میں شک نہیں کہ اس صحت میں کوئی نقص وارد نہیں ہوا نہ
 اس میں تباہت کہ حضرت علیؓ نے کفار و شریش سے جنگ نہ کرنے میں کچھ کمزوری

اس وقت میں یہ شخص کہہ ادا نہیں لایا کرتے۔ چنانچہ سب نے کہا آپ صبح فرماتے ہی
 اس کے بعد حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے حضرت صدیقؓ سے دعوت کی کہ بعد میں تمام
 ہمراہ و خدو نہ ہوئے کہنے پر تشریف لے کر آیا بیعت لینے سے فراغت کے بعد حضرت
 ابو بکرؓ مسخر پر تشریف نہ لایا بلکہ اسے اپنے مہاجرین پر نظر ڈالی حضرت ذہیرؓ کو ان میں نہ لایا
 کہ آپ نے ان کو طلب فرمایا جب ذہیرؓ کو سمجھ کر اس نے کہا آپ نے فرمایا کہ ذہیرؓ تم
 اجماع علیہین کو توڑنا چاہتے ہو انھوں نے جواب دیا یا علیؓ یہ سچا ہے کہ ہم انہیں مار
 رہے خود حضرت صدیقؓ نے دعوت کی حضرت صدیقؓ نے اپنے مہاجرین پر نظر ڈالی تو
 حضرت ذہیرؓ کو نہ پایا آپ نے ان کو بھی طلب فرمایا جب حضرت ذہیرؓ آگئے تو حضرت
 صلیحؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ اجماع است کوڑنا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ یہ جواب
 دینا کہ علیؓ و اصحابؓ ہم کو نہیں پھر خود دعوت کی کہ دعوت کی کہ حضرت ذہیرؓ فرمایا کہ
 بیعت افسردہ ہی تھا غافلانہ فرمایا "تمہیں حضورؐ سے بیعت کیوں ہے کہ تم خود سے
 بچے یہ وعدہ ہم پر کیا کہ تمام لوگوں میں زیادہ اعتبار رکھتے ہو گئے یہی کیوں ہو۔
 انھوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ یہی ہے کہ ان کے سطر و بند کی کھال کی ہڈی کا
 غلہ میں شعلہ و ستم نے اپنا زندگی میں ان کو ناز کے لئے سب لوگوں میں توب فرمایا
 شامیؒ نے لکھا کہ سب لوگوں نے اتفاقاً غلطی پر ہو کر اس کو کہا کہ یہی سب
 میں غیبت و مرتد والے تھے اس لیے وہ نے زمین پر انھوں نے حضرت ابو بکرؓ سے
 بعد کسی کو بھی نہیں پایا تو بلالؓ و اس کے سب نے ان کے سامنے سواۃ صحت لم کرنا
 پھر بھی سب کا اجماع است پر ہو کر خودیؓ و اس کی دعوت کسی ایک پر ہوا تھا ان میں
 سے جب علیؓ اور اس نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ انہیں کیا بلکہ خود میں بیعت
 کرنا تو آپ اجماع است پر ہو کر خود ان کو قائم ہو گیا تھا ہے کہ اگر یہی کرنا

حقائق ثابت ہوئے تو علیؑ کو دھماکا تھا کہ نزلہ کہتے پناغی کی آگ نے حضرت
 سجادؑ کو نزع کیا اگرچہ اس وقت سجادؑ کی شوکت و شان کے ملک تھے مگر یہی
 برکت ہے حضرت سجادؑ سے اپنا حق طلب فرمایا مگر بڑی خوش فہمی ایک نسبت کا
 ساتھ اس وقت طلب بن کر آیا وہ دشوار تھا یہ نسبت پہلے سوتے کے دل میں بتاؤ
 خلافت میں کچھ ملک اس وقت تھا ہے نہ ان کے سب سے اترقا اس آپ کے احکام کے خلاف
 کی ہوتی لوگوں کو نسبت بھی پیش تھا اس وجہ سے بھی فراموش کرنے کے کوئی نہیں کہ حضرت
 عباسؑ نے حضرت امیرؑ سے بیعت کی حضرت امیرؑ نے اس کو قبول نہیں کیا اگر اس
 حضرت عباسؑ کی جگہ کو حق جلتے تو ان کا سترہاٹش کو کہیں نہ ملے اور یہاں یہ
 تھا کہ حضرت زبیرؑ بھیچے شجاع کا دل آپ کے ساتھ تھے اور شیہا شہا اور ایک چاہت
 کشیدہ ان کے ساتھ تھے ان کی مخالفت بھی بکڑی کی حیثیت کے ثبوت کے لئے یہاں کافی
 انھیں میں مسلسل طرد نہیں ہوتا مگر پھر حاکم اول ہے بلکہ احمد بن محمد بن حنفیہ
 محمد بن قوی ہے کہ یہ کہ احمد کی دولت تھی ہے پھر اس کی دولت کو اپنی ہیکل
 تھے کہ یہ کہ حقیقت خلافت ابو بکرؓ پر فخر اس کی دعا دے یہی تھے کہ ان کی دوسری
 کا سب سے بڑا پھر حاکم اپنی سنت کے قول کا مطلب بن یعنی حقیقت کے نیک ایک
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے یہ نعم نہیں فرمائی تھیں اس کا حکم اس
 کو نہیں دیا پس یہ کہ وہ ان سے حضرت مسیحیؑ کی خلافت کا حق پرچہ نکالت
 ہو گیا اور اگر وہ اور فقیر کا امتحان داخل ہو گیا۔ پھر فقیر کا امتحان تو اس وقت بھی
 سکا کہ کاپی زمانہ حق کے ہرگز نہیں اور غیر انھوں نے سترہاٹش کے عدالت کے مشور
 نہیں دیا اگرچہ یہاں سجادؑ کے ملک ہے پناغی میں اصلاح اور مستعدی کے کہا
 کہ سجادؑ سب کے سب عادل و فقیہ ہیں جس سے کہا کہ سجادؑ کی عقل و فہم بھی اللہ کے

کڑھیں کو گالی دینا کفر ہے اشکال پیش کیا ہے صاحب جان اصول نے طہیر
 کو سدا کی فروری شکر کہا ہے اور صاحب ملاحظہ لیکن یہی کلمہ ہے امام
 غزالی کے نزدیک طہیر کو گالی دینا کفر نہیں اور شیخ الطہری طہیروں کو
 بلکہ تمام اہل قہر کو کافر نہیں جانتے لہذا یہ صورت جو مشہور ہے کو کافر کہتی
 نہ تو اس میں کسی امتداد کا خیال ملتا ہے نہ امتداد کی حد یہ ہے یا
 خیال میں اتنا پہنچ گیا۔

اجواب یہ ہوا سی۔ وہ کہ پورے مقدمہ کو سب طہیرین کفر ہے اور احادیث
 صحیحہ پر دل ہے ثابت کرتے ہیں حد سے ایک دو حد ششہ جس کی روایت
 عمال لیری اور عالم برین ساعدہ سے کرتے ہیں انہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 انکو یہ فرمایا اسیر سے صاحب کو میرے لئے بعض کو ان حد سے دیر بنایا بعض
 کو دیکھا اور بعض کو ششہ دایہ ہر ان کو کلمہ سے گا اس پر اللہ و شوق
 سب لوگوں کی رحمت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کا تویر اور قریہ قبول فرمائے گا
 دوزخ میں داخل اس کے ذریعہ قبولیت کو پہنچے گا اسی طرح دار فانی رحمت الٰہی
 سے رحمت کرتے ہیں کہ انی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد ایسی قوم آئے گی
 جن کو رخصت کہیں گے اگر تم ان کو پاؤ تو ان کو قتل کرو گے مگر وہ ملے ہوں گے
 اللہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دشمنی اور
 پیروں کی بدعت ہے انہما نے فرمایا آپ کی شان میں ایسی صفات بیان کر کے
 نبھاؤں گے جو آپ میں نہیں ہوں گی نیز مسند پر طعن کریں گے اور اسی
 حدیث کی روایت دوسرے طریق سے ہے کہ کچھ دوسرے روایت ہیں اس طرح
 زیادتی بھی ہے کہ ان کی دشمنی یہ ہوگی کہ وہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو کلمہ دیں گے اور جو

حق ہے کہ سب کے لیے صحابہ کرام سے ہی سب سے زیادہ قربت ہے اور ان پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب
کتاب و سنت کے مطابق ہے۔ لہذا جب تک کہ یہ زیادہ موند ہے اور اس پر ہندوئی
گرو جو کچھ لکھ رہے ہیں کہ لا حکم الا ہمارا لکھ رہا ہے اس پر بنیاد ڈالنے والے ہیں کہ
ہندو حضرت اور بہت سی شانیں تھیں کہ جس کو اصحاب رسولؐ کے ساتھ
لوش عقیدے کے ہر وہ گرو رسولؐ پر ایمان نہیں رکھتا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا
کیا ان لوگوں کی بات میں علم و ہدایت کی مثالیں ملتی ہیں ان میں سے اگر کوئی کہے کہ انھوں نے
یا عمر بن عبدالعزیزؓ نے کہا کہ وہ ہندو جو حضرت مسعودؓ کے گھوڑے کے ناک میں
داخل ہوا کہ وہاں تک کہ ہر ایک کا ہاتھ بہتر ہے عمر بن عبدالعزیزؓ نے کہا آپ نے ان
سے اس کیفیت کی بات مشاہدہ کی کہ ان کی اصل علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ ان کی موت کا
کرنے پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے گرو ان کا یہ ہے کہ ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے
کا شرف ان کو نصیب ہے۔ پھر وہ خیال تو کیجئے کہ جنہوں نے آپؐ کو دیکھا ہے وہ جو آپؐ
کو اپنی ہی میں پیدا کیا ہو یا آپؐ کے زمانہ میں آپؐ کے حکم سے پیدا ہوئے۔ شریعت کے جو آپؐ
کے بعد آئے ان کے شریعت کی کوئی بات نہ ہو۔ ان کی موت ہی اصل اللہ علیہ السلام کے
ساتھ رہا کہ ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے
اور ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے
اور ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے
اور ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے گرو ان کے

یہ کہ یہ وہ تھا پہنچ کر کھڑی حاکم پہنچا ہے اس تو اس کے لئے کہ وہ پہنچے غلہ چار نہیں
 اگر کھڑی حاکم قریب بنائے تو غلہ چار نہ ہو۔ لیکن گورہ والا صحیح قول پر ہی حکم
 اس شخص کا ہے جو حضرت عمرؓ کی خلافت سے ملے گا۔ لیکن یہ ہذا عیبوں کی مخالفت
 نہ ہو کہ کفر ظہور تو اس کا کیا حال ہو گا۔ جو ان کو کالی و سیران پر لے لے بھیجے اس لئے
 عہد ان کا ہے کہ شہید کو کافر ظہور (احادیث صحاح کے مطابق اور طریق سائنس
 کے موافق) نہ پاب بھن ہی سنت سے عدم کفر و شہید کا ہر خیال انکی پہلے الیٰہ کے لئے
 کہ ہم کفر یا اس کی علامت کو مان لیا جائے تو اس کو کسی تو جیہہ کوئی پر لٹھلک کر دے
 تاکہ وہ اعلاہ ہلاک ہو۔ مذہب آپس و علاء کے مطابق جو نیز شہید حضرت عائشہؓ کے
 سپرد ہیں سے ان کا کہہ کہ مخالفت شخص سے کلا گیا ہے آپ پر طعن و تشنیع ثابت
 کر دی ہے اور کہتے ہیں کہ جس شخص نے و فتنہ لکھی کہ حضرت عائشہؓ کے بارے میں شیخ
 پر الزام لگایا ہے۔ چنانچہ کہ یہ وہ ہیں جس سے ہر ایک عیب اس حدیث میں عائشہؓ کے لئے سکھ
 نہایت و نہایت ہے۔ یہ تکی اور جو اسے گورہ کے لئے مخالفت کا اور جو میں کفر و
 ایک کہ نہایت سخت ہے اور اس میں کہ حضرت عمرؓ کے لئے سے ساتھ لڑائی جیہہ سے سخت ہے
 چنانچہ کہ حضرت امیر نے جنگ کرنا خود حضرت پیغمبرؐ کے ساتھ کرنا ہے اور
 آج کل کے جنگ کرنے والے ہیں حضرت نبیؐ کے لئے اس ہمارے مخالفین و غلو ہیں کہ ان کا
 نہیں رہا ہے اور یہ شہید ہے کہ گورہی ہے کہ ان کے لئے سے ان کی مخالفت ظہور
 سہارو نہیں کہ تمام مخالفت اور سہارا کی کوشتا کی کہ جو کہ ہم نے
 ازواج و حضرت عائشہؓ کا مورد آج سہارے کے ساتھ بعض مغربیوں کا ہوا اس کی مخالفت
 کی ہے چنانچہ کہ گورہی ہے کہ ان کے لئے مخالفت و حوالے سے ان کے لئے حوالہ نسوی
 ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے ان کے لئے

[illegible][illegible][illegible]

یہ گھبراہٹ یہ کہہ کر ان کا حلقہ بکارت کے حق میں آخری بدلیہ کا فتویٰ صادر ہو گیا ہے۔
 یہ وہ ایک خاص قسم کی وجہ تھی جس نے ان کو یہ کہہ کر جو چیز سے انھوں نے یہ کہہ
 دیا ہے۔ یہ تفسیریں عباسی کی طرف سے یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ وہ چیز ہے
 جس کی وجہ سے انھوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس کی وجہ سے انھوں نے یہ کہہ دیا ہے۔

یہاں پر مصلحت عامہ کو سامنے رکھنا ضروری ہے اور جس سے فتنہ پیدا نہ ہو کہ آیت
میں جو کلمہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جو کلمہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جو کلمہ ہے
اس کا معنی یہ ہے کہ جو کلمہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جو کلمہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ جو کلمہ ہے

لکھو۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ نے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو فرمایا
 تھک چکا ہوں اور اس لئے کہ میں نے علم و حکمت کی خاطر غلو اور حسن کو بکرا اور قریباً
 اللہ سے پہلے یہ دنیا سمجھ لی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سچا دکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے میرا کام غریب کوشت کا ٹکڑا ہی نہیں ہے بلکہ اس نے مجھے یہ دکھا
 ہوا ہے کہ اس میں یوں ہے کہ جو چیز میں کو بکرا ہے وہ لہو کو بکرا ہے اور
 کھانہ چارہ میں کو بکرا ہے اور جو بکرا ہے وہ لہو کو بکرا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ
 کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئی ایک سفر میں جا کر دیکھا ہے کہ آپ
 حضرت عائشہؓ کے گھر پہنچے تو نہ دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہی ہیں نہ حسن انصاری
 یہاں پر گزری ہوگی کہ حسن دو شے بوندے آئے اور آپ کے گلے سے لپٹ گئے اور آپ بھی
 ان سے لپٹ گئے اور آپ نے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اے اللہ اس سے محبت
 کر اور اس شخص سے بھی تو محبت کر جو اس سے محبت کرے اس لئے کہ یہ نبی کی بی بی ہے
 ہے نہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھانے پینے میں حصہ لے کر نہیں
 بھی نہیں لے گیا کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت شایر ہے۔ نہ یہ یہی قائم ہے۔
 روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تم میں سے چیز ہے جو نہ جانا چاہو کہ
 اگر تم میں کو حضورؐ کا بڑا حصہ ہے تو میرے بعد کسی گروہ نہ ہو گا جس میں ایک چیز دوسری
 سے بڑی ہے۔ آپؐ نے کہا کہ آپؐ سے حق آسمان سے زمین تک ایک نیکوئی ہوئی ہوگی ہے
 اور وہ میری ہے اور وہ ادا ہوئی ہوگی اور یہی ادا ہوئی ہوگی دوسرے سے جدا نہیں ہوگی
 یہی ہے کہ ان کا کڑ پناہیں کی ہیں تم کو دوسرے بعد تم ہی کے ساتھ ایک سواک کہ تم پر
 دیکھو نہ یہاں پر تم سے دعا ہے کہ تم اپنے فریاد کو جو حق میں اللہ عزوجل کے پاس
 لکھو اے میری دعا ہے کہ وہ تم کو اور ان شخصوں میں سے محبت لکھے جس سے

انہی کے تھے جس سے وہی محبت رکھتا ہوں، انھوں نے کہا کہ جو ایک نے لڑا ہو تو تم
خلفہ سے محبت رکھو۔

خلفہ فرمایا میں نے یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو میں نے اس کا سر کاٹ دیا
اس قسم کے نہیں ہو، اتفاقاً میں تقدیر سے ضرر پہنچا، اس کا سر کاٹ دیا میرے ہاتھوں کی گنجائش
نہیں تھی، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اکثر و بیشتر یاد فرماتا کرتے تھے اور جب
آپ کوئی بکری لے کر آتے تو اس کے گوشت کا کٹا بک کر حضرت خضر علیہ السلام کو بھیج دیتے
اور بہت دن چاہتا رہتا کہ آپ کے گوشت کا کھانا ہو، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس سے
بہتر کھانا کھا ہے، آپ فرمایا خضر علیہ السلام تھیں، اس کا تھیں، اور ان کے اہلین سے میری
محبت ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں آج سے
بھی عرصہ آگے سے ہوں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم خلافت سے اس لیے محبت
کرنا کہ وہ خدا اور انبیاء ختمین سے ان کے چادر جو ہے اس لیے محبت کرنا کہ تم ان کی عظمت
رکھتے ہو، میرے اہل بیت کو میری محبت کی وجہ سے محبوب ہو جائیں گے، ان کے بعد ان کے
کو بہتر نہ کہتے تھے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے اہل بیت
تہا سے من فرج لا ختم کی گئی ہیں، ان شخصوں کا نشان یہ ہے کہ ان کے ہاتھ بالعموم کشتی
میں دھرنے سے بچے، گویا وہ پاکی کا شرف ہیں، ایسے رسول کی ہمت ہے تاکہ وہ۔

خبر سے میں نے ان کے طریق بیان پر حیران ہو کر

اگر میری دعا قبول ہو تو ان کے رسول کا نام ان تمام لوگوں کا۔

سب قرین اللہ کے لیے ہے اور یہ تمام اس کو گزروں ہندو سے پہلے اللہ ہی؟

عزیز! یہ صحت کے لئے ایک بڑا سہارا ہے۔ اس کی طرف توجہ دے کر اس کا کام بنانا چاہئے۔ چونکہ
اس قدر طویل کا لم اور لک کا اندازیت کے لحاظ سے یہ سہارا چھوٹا ہے۔ لہذا اس کا استعمال
فانیہ ذریعہ یعنی اس کے ساتھ ملا کر اس کا کام بنانا چاہئے۔ اس کی طرف توجہ دے کر اس کا کام
بنانا چاہئے۔



خلفائے راشدین

خلیفہ دوم
حضرت عمر فاروق اعظمؓ

خلیفہ اول
حضرت ابو بکر صدیقؓ

خلیفہ چہارم
حضرت علی مرتضیٰؓ

خلیفہ سوم
حضرت عثمان غنیؓ

مؤلف

امام اہلسنت حضرت مولانا محمد الشکور صاحب دارالحدیث کھنوی



THE HAG QUSAY YAKIN WEBSITE
IS DEDICATED IN THE NAME OF
THE COMPANIONS (R.A)

OF

PROPHET (PEACE BE UPON HIM)

WE ARE REVEALING THE TRUTH AND
FACTS ABOUT THE AGENT SABABAH (R.A)

PROPAGANDA OF

THE ISLAM MUSLIM ORGANIZATIONS

WWW.HCY.COM

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي بعث إلينا طائفة النجيين وألهمنا
 ابن آكس الأديان عاريا من الشيوخ المتنين فصل الله تعالى
 وبالله وسامه وعن آله وأصحابه وخلفاء الراشدين المهديين
 وقد تفضلوا بكتبهم في شئنا في نصرته يوم الدين
 أما بعد: رسول رب العالمين صلى الله تعالى عليه وسلم في سيرة قدسية
 موسومة في نظم عجزتي في تاليف كه بيت من قصص كا اصرار في اسی طرح پر آپ کے
 خلق خدا شری کے تذکرہ کی عبارت کی سہولت و انتقاد کا لحاظ رکھتے ہوئے
 کہو یہ پاسٹہ تو بہادران دینی کے لئے بہت مفید ہو اور جس طرح نظم عجزتہ
 مسلمان بچوں کے دوس میں داخل ہو گئی ہے اسی طرح خلق خدا شری کے تذکرہ
 بھی داخل دوس ہو کر مسلمانوں کی توجہ و دعا اور آئندہ نسلوں کی دینی واقفیت
 اور مذہبی حفاظت کا ذریعہ بن جائے۔ اس امر کے ساتھ خود میرے دل کا
 کہنا بھی تھا کہ عشاء اللہ تو کہیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَکْبَرُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ
 اس میں کچھ شک نہیں کہ صاحب کرام خصوصاً خلق خدا شری کے تذکرہ
 اور ان کے اوصاف و کمالات کا بیان درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے فکر باریک کا تختہ آواز نکالے۔ بلکہ ان حضرات کے کلمات کا مطالعہ کرنے سے جو عظمت و رفعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور جو محبت آپ کی دل میں پیدا ہوتی ہے وہ ہرگز کسی دوسرے طریقہ سے نہیں ہو سکتی۔ ان حضرات کی یاد میں ایمان کی قوت و تازگی پیدا کرنے کی جو تاثیر ہے اس کو بھی اور چیزیں تلاش کرنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پاک نام پکریں مبارک تذکرہ شروع کرنا ہوں۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس کے کام کی توفیق دے۔ اس کے اور میری تمام تالیفات کو فیض میرے سب کاموں کو قبول فرمائے اور بارگاہ ربانی کو اس سے متوجہ کر دے آمین۔

اصل تذکرہ سے پہلے ایک مقدمہ لکھا ہوا ہے جس میں اعتقاد کے ساتھ ان صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے متعلق اپنی سنت کے لحاظ ضروری ہے۔

صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کے متعلق ضروری عقائد

عقیدہ تہذیب و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بہت بڑی چیز ہے۔ اس مستی میں صحابہ کرام اور ترجمان بڑا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی میں کہہ دوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوگئی۔ مایہ دہانوں میں بڑے سے بڑا بھی اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

ان صحابہ کرام کی تعداد طرز و فہم بدرجہ میں سو گنگناہی اور دوسری میں چٹانہ۔ پنج گز میں دس ہزار جن میں بارہ ہزار ایک سو تالیف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ

کے آخری جلد میں چالیس ہزار طرہ نما جو کہ میں استخراج اور ایوانت وکالت ہوگا
ایک ایک جگہ میں جز اور میں صحابہ کرام کے کتب حدیث میں روایات مختلف
ہیں ان کی تعداد سالہ سات ہزار ہے۔

عقیدہ نمبر ۲ | صحابہ کرام میں عہد پریشانی خدا کا مرتبہ باقی صحابہ سے
نوازدہ ہے اور عہد پریشانی کا خدا کرم میں اپنی حدیث کا مرتبہ سب سے بڑا ہے
اور اپنی حدیث میں اپنی حد اور اپنی حد میں چاروں خلفاء کا مرتبہ سب سے بڑا
ہے چاروں خلفاء میں حضرت ابو بکر صدیق کا پھر حضرت عمر فاروق کا پھر
سب سے بڑا ہے۔

فرد عہد پریشانی میں صحابہ کرام کو کہتے ہیں جنہوں نے خدا اور رسول کے لئے اپنے
داخلی مرکز کو چھوڑ دیا۔ یہی کی بجائی خدا اور ایک سو چہ، اقیانوس خدا کی صحابہ
کرام کو کہتے ہیں جو دین مومنہ کے دینہ واسطے تھے اور انہوں نے انحضرت کو
ان عہد پریشانی کو اپنے شہر میں جگہ دی اور یہ طریقت کی مدد کی۔

عقیدہ نمبر ۳ | چاروں خلفاء کا افضل امت ہونا خلافت کی وجہ سے
میں ہے۔ اگر باطنی پہلوئے ان کے دوسرے حضرات خلافت کے لئے
منسوب ہو جاتے تو یہی یہ حضرات ہم افضل امت ہونے جاتے۔

عقیدہ نمبر ۴ | علیہ رضوان اللہ علیہ رسول کے معصوم نہیں ہوتا جس کی
اطاعت ہر کام میں علی رسول کی اطاعت کے برابر ہوتی ہے۔ باطنی پہلو
علیہ سبحان اللہ ان کوئی علم شریعت کے خلاف نہ لے تو اس علم میں اس کی اطاعت
ملک جانتی۔ جسٹ خاتم نبوت ہے۔ انحضرت علی اللہ علیہ وسلم کے بعد
کسی کو معصوم نہ تھا عقیدہ نبوت کے خلاف ہے۔

عقیدہ کبیرہ | خلیفہ رسول کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ دین میں نئے احکام لے
 دے اس کو کسی چیز کے خلاف دھرم کرنے کا اختیار تو اس کے پاس کا سرچشمہ
 کام ہے کہ اگر ان دوسرے لوگوں کو چاہیے کہ ان کے احکام اور عہد کو نافذ کرے اور
 امتدادی امور کو سرانجام دے۔

عقیدہ کبیرہ | خلیفہ رسول کا حق رکنا خدا کے دین میں ہے۔ یہ مسلمانوں
 کے دین ہے۔ یہی طرح امام ائمہ کا حق رکنا مقتدیوں کے دین ہے۔
 ف، اہل سنت و جماعت جو عقائد نے راسخ ہیں کی خلافت کو چاہیے نظر
 رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاروں خلفائے عباسیوں میں سے جس نے اور جو بیٹ
 میں اہلیت خلافت کا ہونا اور جو ان میں سے خلیفہ ہو جانے اس کی خلافت کا
 پسند کیا خدا پر کا ان کی عید میں دوا ہو چکا ہے۔ دیکھئے ہمارا رسالہ تفسیر بیت کعبہ
 حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو مخصوص کیا یا کسی
 نہیں ہے کہ خدا پر رسول نے ان کو خلیفہ کر دیا تھا۔ بکر یا کسی سے کہ اگر ان
 عید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو خلافت دینے کا وعدہ فرمایا اور خلیفہ ہو کر
 کے تعلق کے حالات اور کہ پیش گوئیں اور شواہد فرمائی ہیں جنہوں نے خلفاء
 میرا کی پیش اور ان تینوں خلفائوں کے نہ ماننے کے بعد ان کو تنوں کے
 عداوتی جوئے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ علیؑ اور اسراریت جو یہ ہیں ہی
 ان تینوں خلفاء کے تعلق پیش گوئیاں بہت ہیں اور حضرت ابو بکر صدیقؓ
 کے تعلق کو ان پیش گوئیوں اور فراموشی کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی انوری پیارے میں اپنی نگرہ امام قرار دیا تھا۔

اسی اللہ علیہ السلام نے سنت اہل شہداء اور اہل غلاب دیا تھا جو کہ عزت و
 عزت و عزت کے لئے اور آپ کی پانچ پھر میں سے حضرت حضرت
 حضرت باسلام ہیں۔

عقیدہ و غیرہ اور اہل شہداء و اہل غلاب ہیں جو میں باہم و غلاب
 ہیں کہ انہوں نے اپنے رقی سے کہ قرآن مجید کی غلاب کے غلاب سے
 ان حضرت کی اور انہوں نے غلاب میں رقی سے کہ قرآن مجید کی غلاب کے
 غلاب و غلاب کے غلاب سے۔

عقیدہ و غیرہ اور اہل شہداء و اہل غلاب ہیں کہ انہوں نے غلاب کے غلاب سے کہ
 غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ

یہ ہیں وہ کہ انہوں نے غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 کہ یہ ہیں وہ کہ انہوں نے غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 ساتھ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ
 غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ

یہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ غلاب سے کہ

تو ہم کسی کو برا نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ لوگ پر ایمان لانا بھی قرآنی ہم پر فرض ہے۔
 اب حضرت علی مرتضیٰ ٹکڑا پھرنے لگا تو خلافت میں دو عداوتیں پیش آئیں
 اول جنگ اہل بیت میں ایک جانب حضرت علی مرتضیٰ تھے اور دوسری جانب
 اہل بدعتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما
 تھے۔ دوسری سے ہیں۔ دونوں جانب اہل بدعت تھے، مگر یہ لڑائی دھوکہ دھوکہ
 میں چلے مسعودی کی عید سازی سے پہلے اگلی وردہ ان میں باہم نہ لڑائی تھی بلکہ
 میں لڑا چاہتے تھے۔

مسعودی کی تقریر دہرائی ہوئی باعث خوزینی جنگ اہل
 بدعت تھی سے طلحہ و زبیر چاہتے ہو گئے تھے جنگ اہل
 اس لڑائی میں ہر طرف سے دوسرے کے فضائل منقول ہیں۔ جیسے اگر کتاب
 میں حضرت علی مرتضیٰ کے تذکرہ میں اختتام شدہ ہیں ہوگا۔

دوہ جنگ نہیں۔ میں میں ایک جانب حضرت علی اور دوسری طرف حضرت
 معاویہ رضی اللہ عنہما تھے۔ اس لڑائی کے متعلق ہیں سنت کا تصور یہ ہے کہ حضرت
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ ہائی اللہ
 کا پیغمبر اس خطبہ میں کوئی ایک جہاز نہیں کہ دو ہی صحابی صاحب فضائل
 ہیں اور ان کے یہ خطبہ خلافت کی دہشت تھی اور خلافت کے اسباب پر دہشت تھی۔
 دہشت منور کہ حضرت کوئی شے حضرت ابی کی لڑائی اور سرکہ ہیں بلکہ کر گئے۔ اس واقعہ
 کا اگر قرآن شریف میں ہے۔ جہاں لڑائی صاحب اتھم ہے۔ غرض قرآن ہے کہ لڑا
 نظر نہ آجے نہ حد نہ ملے۔ خدا کے جوہر میں ایم قرآن نہیں کہتے۔

لے گا کہ عطا لے رہا ہوں کہتے ہیں میں یہ عطا دے رہا کی طرح مواضع نہیں ہو سکتا۔
حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ نے مواضع میں فرمایا ہے۔

ہاتھ پائیچہ کہ معاویہ بن ابی سفیان	یاد داشت کہ مصدق بن ابی
حق اللہ عنہ آنحضرت علی اللہ علیہ وسلم	سپاہی دینی اللہ عزوجل کے اہلحاب
کہ ایک مہلت تھے اور زہر و مہربانی	آنحضرت اور علی اللہ علیہ وسلم و
بڑی خبیثت دیکھتے تھے۔ نمبر ۱۰	صاحب خبیثت جیسو دھرم و گنا
اُن کے حق میں بدگمانی دیکھا اُن کی	دعویٰ اللہ جہم زہر و دینی اللہ
کہ بدگمانی پر اگر حق پرست کہہ کر صاحب	سوئی دکانی و درود و سب
دینا	نیکی ہر گز حرام نشو۔

حضرت صاحب اہتمام اگر اسی حقے مگر میں ہی دینی اللہ عزوجل کی صلح ویت
کے بعد وہ بلاشبہ فیضانِ حق ہو گئے۔

حضرت صاحب دینی اللہ عزوجل کے تعلق بہاری کتاب ترجمہ تفسیر لیس کو
دیکھنا چاہئے کہ وہ اس طرح کے لکے لٹاوا لکھنا سنے کا عمل ہے۔
عقیدہ نمبر ۱۲ | اس پر کہ تم۔ خصوصاً صاحب بریل و انعام ہے۔ بدگمانی
کو برا کہہ کر ان کی گویہ صریح مخالفت اور شریعت الہیہ کی کھلی بیادوت ہے۔
یہیے نفس کے حق میں گناہ کا اندیشہ ہے۔

ف۔ فرقہ وادافنی جو تمام صحابہ کرام علی کہ صاحب بریل و انعام بدگمانی
کے کا ہے اور ہجرت و آنحضرت کو خبیثت کہ چیز نہیں سمجھا کر یہ صریح تعلق نہ

لے بلکہ یہ تفسیر کات صریح پہاڑ پر تہ لکھتے ہیں میں اس بات کو تفسیر ہے
رجحان ہے۔

قرآن مجید کی ہے اس حدیث کا لازم نتیجہ یہ ہے کہ قرآن شریف خدا انصورت میں آئے
 علیہ وسلم کی نبوت اور دہائی نبوت مشکوک ہو جائیں گے لیکن اسی بنا پر یہی
 کہ قرآن مخلوق اختیار ہے۔ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ جب تک ہر ایک
 اللہ عز و جل کے واسطے کہ وہ اس وقت تک کسی لڑکے کو کافر نہ کہتا پہلے یہ تمام
 احکام پر غور کرتا کہ اللہ علیہ وسلم کے ہیں یا نہ کہ خدا سے اہل اللہ کے ہیں یا
 اہل بدعت سے کسی کو کافر نہیں کہتے۔

دعا فی حق کفر اس بنیاد پر غلطی ہے کہ دعا قرآن مجید کی تعریف کے تالیفی
 ہے یا مشابہہ اس سے معلوم ہو گا کہ قرآن مجید میں یہ کلمہ نہیں تھا کہ یہ میرا
 انشاء ہے اور اس میں صراحت کے ساتھ ہے۔

لہٰذا قرآن شریف کے کتاب اللہ ہونے اور انصورت میں اللہ علیہ وسلم کے نبوت اور
 دعائی نبوت کے حتمی ہونے اور اس پر تمام خصوصیات جاری اور جاری ہیں۔ ان میں سے ایک
 کہ ہمیں نے تمام مذاہب کے ساتھ میں دیکھا کہ میں نبوت دیکھ کر قرآن مجید کتاب
 ہے میں کو انصورت میں اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ کے ساتھ میں اللہ کا انصورت میں اللہ علیہ
 وسلم کے انصورت میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں
 نبوت کریمؐ کی انصورت میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں
 کہ یہ دعا ہے اور دعا مشکوک ہو جائے جب اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں
 اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں

(۳) دیوبندی اکابر کے مرثد اعلیٰ حضرت عالی امداد اللہ صاحب
مہاجر کی قدس سرہ کے حسب ذیل اشعار بعنوان "دردِ معصوم چاہیہ کلا"
اہلِ شکت کے لئے بصیرت افروز ہیں :-

پڑھ تو اعداؤ اس پر صلوٰت دے گا	آلہ و اصحاب پر اس کے قسم
چاہیہ اس کے میں پہلاں ظہر حق	سدا امت پر وہ لکھتے ہیں سبق
میں لڑ بڑو لڑ مٹاؤ۔ غشعل	دوست پر بغیر کے ادا حق کدلی
چاہیہ پتھر کی برحق و ذریعہ	حکیمِ عالم ان سے ہے مدافعت پذیر
زیب بیوں شریعت میں یہ چاہیہ	مدافعت بدائع طریقت میں یہ چاہیہ
میں یہ ملک معرفت کے شہر پہ	میں حقیقت کے چمن کی یہ بہار
تھوڑی سی جی یہ وہ بود چاہیہ	جلست حق کی میں یہ آنہاں چاہیہ
میں طریق حق کے چالان جنوں	ہیں یہ بیوں خلافت کے ستوں
میں یہ ملک میں کی سرحد چاہیہ	ہو بہا ہر ان سے جو موردِ دلو
بہرِ صحت میں میں چالانِ غوطاں	ہے حقیقت ایک ظاہر چاہیہ
نہ کہد کچھ انہیں نکل ہے وہ	دو چہل میں بلکہ شکیل ہے وہ
جو کوئی ان سے ہوا ہوا اعتقاد	ہے وہ دو عالم میں ایک جملہ
جو جی اہل بیت اہل آلِ رسول	گھسٹیں اس کے میں سب قبول چاہیہ
ہے ہر کان سب کا پہلکے یقین	مفرقت جملہ اہلِ طرح دیں
میں قدس بیوں سے جلت ہیں کی	اس قدس ہے دین شکت میں کی

ایک کا بھی ان سے جو بدلو	راہِ حق سے بے مشب گراہ
جتنے ہیں اصحاب پر بغیر تمام	ہے ہر گ جلم بیت و اسم
بلکہ بھی سے بھی اگر جو سوتے گل	ہے وہ یہ ملک ان کی گردنِ حق
بھی تو ان سب پر صلوٰت دے گا	ہر گھڑی ہر لمحہ ہر دم صبح و شام